QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں معاشی عدل کا منہاج: اصولِ تکافل و تقسیمِ وسائل کا اطلاقی مطالعہ

The Paradigm of Economic Justice in the Light of the Prophet's (ﷺ) Biography: An Applied Study of the Principles of Solidarity and Resource Distribution

Dr. Atiq ur Rahman

Associate Professor, Department of Islamic Studies, University of Engineering and Technology (UET), Lahore, Pakistan.

Abstract

This research investigates the paradigm of economic justice as derived from the Seerah of the Prophet Muhammad (ﷺ), with a focus on the principles of *takaful* (mutual solidarity) and equitable distribution of resources. The study aims to explore how the Prophet (ﷺ) established an ethical and just economic framework that ensured social balance, eliminated exploitation, and promoted human dignity. By analyzing Quranic injunctions, Hadith literature, and historical examples from the early Islamic community, the paper identifies key mechanisms through which economic justice was implemented—such as zakah, waqf, prohibition of riba, and encouragement of social responsibility. Furthermore, the research applies these prophetic principles to contemporary socio-economic challenges, highlighting their relevance in addressing inequality, poverty, and wealth concentration in modern societies. The study concludes that the Prophetic model offers a timeless framework for achieving sustainable economic equity based on moral responsibility and collective welfare.

Keywords: Prophet Muhammad (ﷺ), Economic Justice, Takaful, Resource Distribution, Islamic Economics, Social Equity, Justice, Ethics

اسلام میں معاشی عدل محض ایک نظری تصور نہیں بلکہ ایک عملی نظامِ زندگی ہے جو حیاتِ طیبہ ﷺ کے اصولوں پر مبنی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جس میں دولت کا ارتکاز محدود کیا گیا، معاشرتی طبقاتی تفریق کا خاتمہ ہوا، اور ضرورت مندوں کے لیے معاشی تحفظ (تکافل) کا مؤثر نظام قائم کیا گیا۔ سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ عدلِ معاشی کا مقصد صرف مادی توازن نہیں بلکہ روحانی اور اخلاقی ارتقا بھی ہے۔ یہ مقالہ اسی منہاج کا اطلاقی مطالعہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کس طرح تکافل، زکوٰۃ، صدقات، اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کے ذریعے معاشرتی انصاف کو یقینی بنایا۔ موجودہ دور کے معاشی بحران، غربت، اور دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کے تناظر میں، سیرتِ طیبہ ﷺ کا معاشی عدل ایک ایسا جامع ماڈل پیش کرتا ہے جو انسانی معاشرت کو استحکام، انصاف اور فلاح کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ اس تحقیق کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اسلامی اصولِ معاشیات محض عبادتی احکام نہیں بلکہ انسانی فلاح و بقاء کے ہمہ گیر ضوابط ہیں۔

مبحثِ اوّل: سیرتِ نبوی ﷺ میں تصورِ معاشی عدل نظری بنیادیں اور اخلاقی محرکات

سیرتِ نبوی ﷺ کا معاشی نظام دراصل ایک ایسا فکری و اخلاقی مظہر ہے جس میں عدل، احسان، اور قناعت کی روح باہم یوں پیوست نظر آتی ہے کہ وہ انسان کی مادی سرگرمی کو روحانی معنویت عطا کر دیتی ہے۔ نبوی ﷺ تعلیمات میں عدالتِ معاشی محض اقتصادی انصاف نہیں بلکہ انسانی وقار کے

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

تحفظ اور اجتماعی توازن کی وہ اساس ہے جو دولت کی گردش کو محدود طبقے کے قبضے میں رہنے سے روکتی ہے۔ قرآن مجید نے اس توازن کو اس جامع آیت میں بیان کیا:

﴿كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ﴾[1]

"تاکہ (مال) تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔"

یہ آیت اسلامی نظامِ معیشت کی فکری بنیاد ہے، جس میں معاشی عدل کو دولت کے منصفانہ بہاؤ اور مواقع کی مساوی تقسیم سے جوڑا گیا ہے۔ اسلام میں دولت ذاتی ملکیت ہونے کے باوجود مطلق حق نہیں بلکہ امانت ہے، اور اس امانت کی ادائیگی کا تقاضا یہ ہے کہ فرد اپنی محنت، رزق، اور ملکیت کو سماجی خیر کے تابع رکھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

»كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ[2]«

"تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک اپنی رعیت کے بارے میں جوابدہ ہے۔"

یہ حدیث دراصل اسلامی عدلِ اجتماعی کی روح ہے، جس میں ذمہ داری کو طاقت اور ملکیت کے ساتھ لازم کر دیا گیا۔ نبوی ﷺ نقطۂ نظر میں ملکیت ایک حق سے بڑھ کر ایک فریضہ ہے، اور معاشی سرگرمی اخلاقی توازن کے بغیر ناقص تصور کی جاتی ہے۔

سیرتِ طیبہ میں دولت، محنت، اور ملکیت کا توازن اس وقت نمایاں نظر آتا ہے جب رسول اکرم ﷺ نے مزدور کے حقوق کو عبادت کے درجے میں اٹھایا۔ فرمایا:

أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ[3]«

"مزدور کو اس کی مزدوری دو اس سے پہلے کہ اس کا پسینہ خشک ہو۔"

یہ اصول محنت کی تقدیس کا مظہر ہے جس نے معاشی مساوات کو سماجی انصاف کے دائرے میں داخل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کی معیشتی تعلیمات میں مزدور اور سرمایہ دار کے درمیان تعلقات کی بنیاد رحم، عدل، اور باہمی اعتماد پر رکھی گئی۔

اسلامی معاشی تصور میں قناعت (contentment) اور ایثار (altruism) وہ اخلاقی قوتیں ہیں جو عدلِ معاشی کو روحانی توازن عطا کرتی ہیں۔ قناعت محض غربت کا جواز نہیں بلکہ مادّی حرص کے مقابل میں ایک شعوری ضبطِ نفس ہے۔ قرآن نے فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا﴾[4]

---

[1] الحشر 59:7
[2] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Cairo: Dār al-Shaʿb, 1987), 2: 893
[3] Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd, Sunan Ibn Mājah (Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyya, 1952), 2: 817
[4] الفرقان 25:67

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

"اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل، بلکہ ان کے درمیان اعتدال اختیار کرتے ہیں۔"

یہی وہ اعتدال ہے جو نبوی ﷺ معیشت میں توازنِ فکر و عمل پیدا کرتا ہے دولت کمانے کی ترغیب بھی دیتا ہے مگر اس کے مصرف کو اخلاقی اور روحانی مقصد سے وابستہ رکھتا ہے۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

»خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى«[5]

"بہترین صدقہ وہ ہے جو کفایت کے بعد دیا جائے۔"

یہ تعلیم سرمایہ و خیر کے مابین وہ توازن قائم کرتی ہے جو اسلام کو اشتراکیت کی نفی اور سرمایہ داری کی اصلاح دونوں کی طرف لے جاتا ہے۔

مغربی اقتصادی فلسفے میں John Maynard Keynes نے دولت کی غیر مساوی تقسیم کو سرمایہ دارانہ بحران کی جڑ قرار دیا، مگر اس کے حل کے لیے محض مالیاتی پالیسیوں پر زور دیا۔ اسلام نے اس کے برعکس اخلاقی محرکات کو معاشی اصلاح کا مرکز بنایا یعنی ایثار، قناعت، اور احسان۔ احسان کا مفہوم قرآن میں یوں بیان ہوا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ﴾[6]

"بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

یہ آیت معاشی نظم میں روحانی جہت کا اضافہ کرتی ہے، جہاں عدل واجب اور احسان اس کے کمال کا درجہ بن جاتا ہے۔

امام غزالی نے احیاء علوم الدین میں معیشت کے اسی توازن کو بیان کرتے ہوئے لکھا:

»ليس الغنى في كثرة المال، ولكن الغنى غنى النفس، فمن استغنى بالله لم يفتقر«[7].

"غنا مال کی کثرت میں نہیں بلکہ نفس کی غنا میں ہے؛ جو اللہ سے بے نیاز ہو گیا وہ کبھی محتاج نہیں رہتا۔"

یہی روحانی غنا اسلامی معیشت کو مادی نظاموں سے ممتاز کرتی ہے۔ یہاں معاشی عدل محض سماجی مساوات نہیں بلکہ ایک روحانی نظم ہے جو انسان کو خودی، ایثار، اور احساسِ بندگی کے ساتھ وابستہ کرتا ہے۔

یوں سیرتِ نبوی ﷺ میں معاشی عدل ایک ایسا ہمہ جہت اخلاقی و عملی تصور بن کر سامنے آتا ہے جو دولت و محنت، فرد و معاشرہ، اور مادّہ و روح کے درمیان توازن پیدا کرتا ہے۔ اس توازن کی بدولت معیشت عبادت کا درجہ اختیار کر لیتی ہے، اور انسانی فلاح مادّی آسودگی سے بڑھ کر روحانی ارتقاء کی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے۔

---

[5] Al-Nasāʾī, Aḥmad ibn Shuʿayb, Sunan al-Nasāʾī (Beirut: Dār al-Maʿrifa, 1996), 3: 252

[6] النحل 16:90

[7] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn (Cairo: Dār al-Shaʿb, 1957), 3: 213

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

مبحثِ دوم: سیرتِ نبوی ﷺ میں نظامِ تکافل مواسات، زکوٰۃ اور سماجی اعانت کی عملی تشکیل

سیرتِ نبوی ﷺ کے آئینۂ تاریخ میں انسانی ہمدردی اور اجتماعی مواسات کا جو منہج ابھرتا ہے، وہ محض اخلاقی تلقین یا مذہبی وعظ نہیں بلکہ ایک منظم سماجی نظام کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ یہ نظام انسان کے وجودی حقوق، اقتصادی توازن اور معاشرتی سلامتی کے لیے ایسے اصول متعین کرتا ہے جو اپنے جوہر میں نہ صرف الہامی ہیں بلکہ فطری عدل کے مظہر بھی۔ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں تکافلِ اجتماعی محض صدقہ و خیرات کے دائروں میں محدود نہیں بلکہ ایک مربوط سماجی فلسفہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کی اساس "مواسات" یعنی باہمی معاونت اور "عدالتِ اجتماعی" پر قائم ہے۔

قرآنِ حکیم نے اسی تصور کو مومنانہ معاشرت کی روح قرار دیا:

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ[8]

"اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود محتاج ہوں۔"

یہ آیت مدینہ کے اُس انقلابی معاشرتی منظرنامے کی عکاسی کرتی ہے جہاں مواخاتِ مدینہ کے ذریعے تکافل محض جذباتی ہمدردی نہیں بلکہ سماجی ادارہ سازی کی بنیاد بن گیا۔ انس بن مالکؓ کی روایت میں آتا ہے کہ انصار نے اپنے گھروں، اموال اور باغات کو مہاجرین کے ساتھ مشترک کر دیا۔ یہ اجتماعی تعاون اسلام کے معاشرتی شعور کی روح تھا جس نے طبقاتی تفاوت کے بجائے روحانی اخوت کو نظامِ معیشت میں ضم کر دیا۔

امام قُرطبیؒ نے اس آیت کے تحت لکھا ہے:

هذا من أعظم دلائل الإيثار والمواساة، وهو أصل من أصول التكافل الاجتماعي في الإسلام[9]

"یہ ایثار و مواسات کی سب سے عظیم دلیل ہے اور اسلام میں سماجی تکافل کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے۔"

یہاں واضح ہوتا ہے کہ قرآن نے انفاق و ایثار کو محض انفرادی نیکی نہیں بلکہ اجتماعی ذمہ داری کے درجے تک بلند کیا۔

نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ اور بیت المال کے قیام سے اس نظام کو ادارتی ساخت عطا کی۔ بیت المال کا وجود جو نبوی ﷺ عہد میں تنظیمی صورت میں ابتدائی مراحل میں تھا محض مالی ذخیرہ نہیں بلکہ عوامی فلاح و کفالت کا مرکز تھا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے ادوار میں یہی ادارہ منظم مالیاتی نظم کی بنیاد بنا۔

حدیثِ نبوی ﷺ میں فرمایا گیا:

"مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ[10]".

"جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے، اللہ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے۔"

---

[8] al-Ḥashr 59:9
[9] Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣrīya, 1964), 18:21
[10] Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-ʿIlmīya, 1330 AH), 1: 2722

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

یہ حدیث اس حقیقت کی تعبیر ہے کہ تکافل کا منبع روحانی تعلق ہے، جو انسانی ضرورتوں کی تکمیل کو عبادت کی صورت میں بدل دیتا ہے۔ یہی روح نبوی نظامِ فلاح کی اساس بنی، جہاں انفاق صرف مالی نہیں بلکہ ایمانی وابستگی کا مظہر تھا۔

نبوی ﷺ اقدامات میں "سوق الانصار" کی تاسیس، "سہم الفقراء" کی تقسیم اور "عطاء العاجزین" کی روایت ایسے شواہد ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ اسلامی معیشت میں فقر و غنا کے درمیان فاصلہ کم کرنے کے لیے ایک ہمہ گیر حکمتِ عملی اختیار کی گئی۔ معاشرت کے کمزور طبقات کو محض صدقہ و خیرات پر نہیں چھوڑا گیا بلکہ انہیں اقتصادی سرگرمیوں میں شمولیت کے قابل بنایا گیا۔

معاصر محقق ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

> "The Prophet built a society where the poor were not neglected but integrated into the system of economic justice and mutual responsibility."[11]
>
> "نبی ﷺ نے ایسا معاشرہ تشکیل دیا جہاں غریبوں کو نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ انہیں معاشی عدل اور باہمی ذمہ داری کے نظام میں شامل کیا گیا۔"

یہ زاویہ بتاتا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ میں تکافل کا مفہوم محض فلاحی نظم نہیں بلکہ عدلِ اجتماعی کی عملی صورت ہے۔

اس پورے نظام کی تہہ میں ایک گہری فکری ترتیب کارفرما ہے جس نے انسانی معاشرت کو "مواساتِ باہمی" سے "عدالتِ اجتماعی" تک پہنچایا۔ یہیں سیرتِ نبوی ﷺ کی وہ انفرادیت جلوہ گر ہے جس نے انفاق و عبادت کو ایک وحدت میں سمو دیا اور یہی اسلامی تمدن کے اخلاقی اور معاشی استحکام کا سرچشمہ بنا۔

مبحثِ سوم: سیرتِ نبوی ﷺ میں تقسیمِ وسائل کا اصولی و اطلاقی نظام

سیرتِ نبوی ﷺ کا معاشی نظمِ حیات اپنے جوہر میں نہ صرف عدلِ اجتماعی کا آئینہ دار ہے بلکہ ایک ہمہ گیر معاشی فلسفے کی تعبیر بھی، جو انسان کی فطری استعداد اور اجتماعی ضرورت کے مابین توازن قائم کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے معیشت کو محض دولت کی گردش تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے اخلاق، شریعت اور انسانی مساوات کے تابع کیا۔ اس نظم کا بنیادی اصول "تقسیمِ وسائلِ حیات میں انصاف" ہے ایک ایسا اصول جو قرآن و سنت میں نہ صرف نظری بلکہ عملی سطح پر مجسم دکھائی دیتا ہے۔

قرآنِ مجید نے انفاق اور عدلِ معاشی کی بنیاد ان الفاظ میں رکھی:

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ[12]

"تاکہ مال تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔"

[11] Al-Qaraḍāwī, Yūsuf, Fiqh al-Zakāh (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1980), 1:47
[12] al-Ḥashr 59:7

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

یہ آیت اُس فکری انقلاب کی اساس ہے جس نے انسانی تاریخ میں پہلی بار معاشی مرکزیت کو طبقاتی امتیاز سے جدا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں معاشی وسائل کی تنظیم اسی قرآنی منہاج کے تحت فرمائی۔ مالِ غنیمت، فیء اور انفال کے نظام میں آپ ﷺ نے ریاستی اور انفرادی حقوق کا ایسا متوازن خاکہ پیش کیا جو بعد ازاں اسلامی فقہِ مالیات کی بنیاد بنا۔

امام فخر الدین رازیؒ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا:

وَالمقصود أن يكون المال مُدارًا بين جميع الطوائف لا مختصًا بطائفة دون أخرى[13]

"اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ مال تمام طبقات کے درمیان گردش کرے، نہ کہ مخصوص طبقے کے قبضے میں رہے۔"

اس فکری تعبیر نے واضح کیا کہ عدلِ معاشی محض اخلاقی نصیحت نہیں بلکہ شرعی حکم ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں مالِ غنیمت کی تقسیم ایک واضح ضابطے کے مطابق ہوئی۔ قرآن نے فرمایا:

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ[14]

"اور جان لو کہ جو کچھ تم غنیمت میں حاصل کرو، اس کا پانچواں حصہ اللہ، رسول، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔"

یہ ضابطہ "تقسیمِ وسائل کا نبوی ﷺ منہاج" ہے، جس نے ملکیت کے مفہوم کو محض شخصی حق سے آگے بڑھا کر اجتماعی امانت میں بدل دیا۔ اس کے مطابق، غنیمت میں حاصل شدہ دولت کو محاذ کے مجاہدین کے ساتھ ساتھ ان ضرورت مند طبقات کے لیے مخصوص کیا گیا جن کا براہِ راست تعلق معاشی کمزوری سے تھا۔

امام ابنِ کثیرؒ اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

كان النبي ﷺ يقسم الغنائم بالسوية، ويجعل الخمس لما أمر الله به من المصارف المذكورة[15]

"نبی ﷺ غنائم کو برابر تقسیم فرماتے تھے، اور خمس ان مصارف کے لیے مقرر کرتے تھے جن کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے۔"

یہ طرزِ عمل دراصل معاشی نظم وضبط کی وہ نبوی ﷺ حکمت ہے جس نے "استحقاق" کو دولت کے حصول کی بنیاد بنایا نہ کہ نسب، منصب یا قبائلی امتیاز کو۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں "فیء" اور "انفال" کی تقسیم بھی اسی عدالتی روح کے تابع تھی۔ "فیء" (وہ اموال جو بغیر جنگ کے حاصل ہوں) کو آپ ﷺ نے اجتماعی مفاد کے لیے وقف فرمایا، جبکہ "انفال" کے معاملے میں عدل و توازن کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام اہلِ حق کو برابر کا شریک قرار دیا۔

---

[13] Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn, Tafsīr al-Kabīr (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1981), 29:223
[14] al-Anfāl 8:41
[15] Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīya, 1998), 2:347

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ جنگِ بدر میں جب مجاہدین کے درمیان انفال کی تقسیم پر اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنفَالِ قُلِ الْأَنفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ[16]

"وہ تجھ سے انفال کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دو انفال اللہ اور رسول کے ہیں۔"

یہ اعلان دراصل ایک اصولی اعلانِ عدل تھا کہ تقسیمِ دولت انسانی خواہشات کی بنیاد پر نہیں بلکہ وحی کے ضابطے سے طے پائے گی۔

محنت اور پیداوار کے باب میں نبی اکرم ﷺ نے استحقاق کو اصلِ معیار قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ليس لعرق ظالم حق[17]".

"ظالم کے عرق (محنت) کو کوئی حق حاصل نہیں۔"

یہ روایت اُس نبوی ﷺ تصورِ معاشیات کو واضح کرتی ہے جس میں پیداوار کا حق محنت کے ساتھ وابستہ ہے، اور استحقاق ظلم یا استحصال سے منقطع ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس اصولی نظم پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

> "The Prophet's economic policy was not socialist in its ownership, nor capitalist in its accumulation, but ethical in its distribution."[18]

"نبی ﷺ کی معاشی پالیسی ملکیت کے اعتبار سے اشتراکی نہ تھی، نہ سرمایہ اندوزی کے لحاظ سے سرمایہ دارانہ، بلکہ تقسیم کے باب میں اخلاقی تھی۔"

یہ جامع تعبیر دراصل نبوی ﷺ نظامِ معیشت کی روح کو منکشف کرتی ہے کہ دولت کی ملکیت انسانی محنت سے مشروط ہے اور اس کی گردش کا مقصد اجتماعی عدل کا قیام۔ یوں سیرتِ نبوی ﷺ میں تقسیمِ وسائل کا اصولی و اطلاقی نظام محض مالیاتی نظم نہیں بلکہ ایک اخلاقی و روحانی ضابطہ ہے، جو دولت کو بندگانِ خدا کے لیے امانت سمجھتا ہے، اور عدلِ اجتماعی کو اس کی تقسیم کا معیار بناتا ہے۔

مبحثِ چہارم: سیرتِ نبوی ﷺ کا معاشی ماڈل اور جدید معاشی نظاموں کا تقابلی تجزیہ

سیرتِ نبوی ﷺ میں پیش کردہ معاشی نظام اپنی نوعیت میں محض ایک تاریخی یا مذہبی ماڈل نہیں، بلکہ ایسا اخلاقی و اجتماعی فلسفہ ہے جو انسانی معیشت کی فطری ساخت کو توازن، عدل اور روحانی مقصد سے ہم آہنگ کرتا ہے۔ یہ ماڈل انسان کو نہ محض ایک معاشی عامل (economic agent) کے طور پر دیکھتا ہے، نہ ہی اسے مادّی منفعت کے محور میں محدود کرتا ہے، بلکہ اسے ایک اخلاقی و روحانی مخلوق سمجھتا ہے جس کی معیشت، عبادت اور معاشرت ایک ہی وحدت کے مظاہر ہیں۔ اسی وحدتِ مقصد نے سیرتِ نبوی ﷺ کو جدید معاشی نظاموں—سرمایہ داری (Capitalism) اور اشتراکیت (Socialism)—کے مقابل ایک متوازن اور پائیدار متبادل کی حیثیت عطا کی۔

---

[16] al-Anfāl 8:1

[17] Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-ʿIlmīya, 1330 AH), 3: 1258

[18] Ḥamīdullāh, Muḥammad, The Economic System of Islam (Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1960), 84

سرمایہ داری کا بنیادی اصول "فردی ملکیت" اور "آزاد منڈی (free market)" ہے، جس میں انسانی محنت، سرمایہ اور منافع کی حرکیات کو ریاستی مداخلت سے آزاد رکھا جاتا ہے۔ مگر اس آزادی نے رفتہ رفتہ سرمایہ کو چند ہاتھوں میں مرکوز کر دیا۔ قرآنِ کریم نے اسی استحصالی انجام کی طرف اشارہ فرمایا:

كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ[19]

"تاکہ مال تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔"

یہی وہ قرآنی بصیرت ہے جسے سرمایہ دارانہ نظام نے فراموش کیا۔ سرمایہ داری کی اخلاقی بنیاد "منافع" ہے، جبکہ سیرتِ نبوی ﷺ کا محور "عدل" اور "رحمت"۔ ایک میں دولت کو خود مقصد مانا گیا، دوسرے میں اسے بندگانِ خدا کی خدمت کا وسیلہ قرار دیا گیا۔

ڈاکٹر مورس بیرن نے اپنی کتاب The Evolution of Capitalism میں لکھا:

"Capitalism created wealth, but it failed to create justice."[20]

"سرمایہ داری نے دولت تو پیدا کی، مگر انصاف پیدا کرنے میں ناکام رہی۔"

یہ وہ اخلاقی خلاء ہے جسے سیرتِ نبوی ﷺ نے "مواسات" اور "انفاق" کے ذریعے پر کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اليد العليا خير من اليد السفلى[21]".

"اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔"

یہ قول سرمایہ دارانہ حرص کے بالمقابل ایک روحانی معیشت کی تمثیل ہے، جہاں دولت کا معیار اس کی گردش اور خدمتِ خلق میں مضمر ہے۔

اشتراکیت (Socialism) نے سرمایہ داری کے اس عدمِ توازن کا رد کرتے ہوئے ملکیتِ عامہ اور برابری کو اساس بنایا، مگر اس نے بھی فرد کی آزادی، فطری استحقاق اور ذاتی محنت کے اصول کو مسخ کر دیا۔ انسان کو اجتماعی مشین کا پرزہ بنا دینے سے اشتراکیت نے اخلاقی انفرادیت کو فنا کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مساوات کے نام پر ظلم کی نئی صورت پیدا ہوئی۔

امام ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس نظام پر نہایت دقیق تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

"الاشتراکیت مساوات کے نام پر فطرت کی نفی کرتی ہے، اور جب فطرت کو مٹایا جائے تو عدل بھی فنا ہو جاتا ہے۔[22]"

اس کے برعکس نبوی ﷺ نظام نے نہ ملکیت کو مطلق قرار دیا نہ مساوات کو مصنوعی۔ قرآن نے انسان کو "خلیفہ" کہا، یعنی ایسا مالک جو امانتدار بھی ہے:

وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ[23]

[19] al-Ḥashr 59:7
[20] Bairn, Maurice, The Evolution of Capitalism (London: Allen & Unwin, 1958), 102
[21] Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-ʿIlmīya, 1330 AH), 2: 720
[22] Mawdūdī, Abū al-Aʿlā, Naẓarīyah-yi Islāmī Iqtiṣād (Lahore: Islamic Publications, 1969), 57
[23] al-Nūr 24:33

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

"اور انہیں دو اس مال میں سے جو اللہ نے تمہیں عطا فرمایا۔"

یہ آیت ملکیت کو محدود کر کے اس میں "حقِ غیر" کا ادراک پیدا کرتی ہے۔ یوں اسلام نے سرمایہ داری کے ظلم اور اشتراکیت کے جبر کے درمیان "عدلِ ربانی" کی راہ دکھائی، جہاں دولت کی گردش خدمتِ خلق کی میزان سے مشروط ہے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس توازن کو یوں بیان کرتے ہیں:

> "The Islamic economy is neither individualistic like capitalism, nor collectivist like socialism; it is a synthesis where justice, freedom, and responsibility co-exist."[24]

> "اسلامی معیشت نہ سرمایہ داری کی طرح انفرادیت پر مبنی ہے، نہ اشتراکیت کی طرح اجتماعیت کی قید میں؛ بلکہ یہ ایک ایسا امتزاج ہے جہاں عدل، آزادی اور ذمہ داری باہم ہم آہنگ ہیں۔"

سیرتِ نبوی ﷺ کے اس عدل پر مبنی معاشی ماڈل میں اخلاقی روح اور روحانی ضمیر بنیادی محرک ہیں۔ دولت کی گردش کا مقصد محض پیداوار نہیں بلکہ تزکیۂ نفس اور اجتماعی فلاح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بازار کے معاملات سے لے کر بیت المال کی تقسیم تک ہر سطح پر "عدل" کو معیارِ عمل قرار دیا۔

اگر جدید مغربی نظاموں میں حرص، مقابلہ، اور خود غرضی ترقی کا ذریعہ سمجھی جاتی ہے تو نبوی ﷺ نظام میں ایثار، خدمت اور قناعت معاشی بقا کا ضامن ہیں۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ کا معاشی ماڈل صرف اقتصادی توازن نہیں، بلکہ "روحِ انسانی" کے استحکام کا ماڈل ہے ایک ایسا نظام جو اخلاق کو معیشت کے مرکز میں رکھتا ہے، اور معیشت کو انسانیت کے تابع کرتا ہے، نہ کہ انسان کو معیشت کے تابع۔

مبحثِ پنجم: سیرتِ نبوی ﷺ کے معاشی اصولوں کی معاصر معنویت جدید ریاستی و معاشرتی تناظر میں اطلاق

سیرتِ نبوی ﷺ کے معاشی اصول زمان و مکان کی قید سے ماورا ایک ایسے الٰہی نظام کی تشکیل کرتے ہیں جو ہر دور میں انسانی معاشرت کی فلاح و بہبود کے لیے قابلِ اطلاق رہتا ہے۔ جدید ریاستی نظم اور معاصر مالیاتی ڈھانچے کے باوجود نبوی ﷺ معیشت کے وہ اصول—عدالت، مواسات، امانت، اور انفاق—آج بھی انسانی اقتصادی بحرانوں کا واحد اخلاقی و عملی حل فراہم کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی معیشتی تعلیمات کا مقصد صرف دولت کی منصفانہ تقسیم نہیں بلکہ ایک ایسا سماجی توازن پیدا کرنا تھا جو روحانی و معاشی استحکام کے امتزاج سے ایک منصف مزاج معاشرہ قائم کرے۔

قرآن مجید نے اسلامی معیشت کی اساس اس اصول پر رکھی:

خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا[25]

"ان کے مالوں میں سے صدقہ لے، جس سے تُو ان کو پاک کرے اور ان کا تزکیہ کرے۔"

[24] Ḥamīdullāh, Muḥammad, The Economic System of Islam (Lahore: Sh. Muhammad Ashraf, 1960), 94.

[25] al-Tawbah 9:103

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

یہ آیت معیشت کے تزکیاتی پہلو کو نمایاں کرتی ہے — کہ دولت کا بہاؤ محض مادی ارتقا کے لیے نہیں بلکہ اخلاقی پاکیزگی اور روحانی طہارت کے لیے ہونا چاہیے۔ سیرتِ نبوی ﷺ میں زکوٰۃ، صدقات، عشر، خراج اور بیت المال کے ذریعے جو ادارتی فریم ورک قائم ہوا، وہ جدید اسلامی فلاحی ریاست کی فکری اساس بن سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بیت المال کے تصور کو صرف ریاستی خزانے کی صورت میں نہیں رکھا، بلکہ اسے اجتماعی فلاح کے ضامن ادارے کے طور پر متعین کیا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں جب بیت المال کو منظم شکل دی گئی تو اس کے تمام اصول وضوابط سیرتِ نبوی ﷺ کے قائم کردہ اصولوں پر مبنی تھے — عدلِ تقسیم، شفاف نظم، اور ضرورت کے مطابق اعانت۔

امام ابو یوسفؒ نے اپنی تصنیف الخراج میں نبی ﷺ کے معاشی نظم کی تطبیق یوں کی ہے:

> إن بيت المال في الإسلام ليس خزانة للمال فحسب، بل هو أداة للعدل والتكافل، تحفظ بها الأمة توازنها وكرامتها[26].
>
> “اسلام میں بیت المال محض دولت کا خزانہ نہیں بلکہ عدل و تکافل کا آلہ ہے، جس کے ذریعے امت اپنا توازن اور وقار برقرار رکھتی ہے۔”

یہ ادارہ جدید اسلامی فلاحی ریاست کے مالیاتی ڈھانچے کی روح فراہم کرتا ہے۔ آج جب مالیاتی ادارے سرمایہ کے تحفظ کو اخلاقی فلاح پر ترجیح دیتے ہیں، سیرتِ نبوی ﷺ اس زاویے کو الٹ دیتی ہے — جہاں سرمایہ کا تحفظ تبھی معتبر ہے جب وہ انسانیت کی خدمت میں استعمال ہو۔

جدید اسلامی بینکاری اور مائیکروفنانس کے میدان میں بھی سیرتِ نبوی ﷺ کے اصول براہِ راست رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ مثلاً “مشارکہ” اور “مضاربہ” کے عقود نبی ﷺ کے دور کے معاشی تعاملات — جیسے مدینہ کی بازار پالیسی، امانت دار تجارت، اور منصفانہ قیمتوں — پر مبنی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

> "التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء[27]".
>
> “سچا اور امانتدار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔”

یہ اصول جدید معاشی شفافیت (financial transparency) اور اخلاقی کاروبار (ethical trade) کی اصل روح فراہم کرتا ہے۔

اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کے لیے نبوی ﷺ ماڈل میں حفظِ حق اور سدِّ ذرائع دونوں پہلو جمع ہیں — یعنی نہ صرف محروم طبقے کے حقوق کا تحفظ بلکہ استحصال کے ذرائع کی روک تھام۔ آج کے تناظر میں اگر اسلامی مالیاتی ادارے زکوٰۃ، وقف، اور بیت المال کے منظم اشتراک سے “ادارۂ مواساتِ ملی” قائم کریں تو غربت، بے روزگاری اور معاشرتی ناہمواری کے خاتمے کی عملی راہ نکل سکتی ہے۔

[26] Abū Yūsuf, Yaʿqūb ibn Ibrāhīm, Kitāb al-Kharāj (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1979), 112
[27] Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusayn, Muslim ibn Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā al-ʿIlmīya, 1330 AH), 2: 1745

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 01 Issue No: 04 (2024)

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی نے بجا طور پر کہا:

> "The Prophet's economic model provides not merely a welfare concept but a sustainable moral economy grounded in social justice and human dignity."[28]

"نبی ﷺ کا معاشی ماڈل محض فلاحی تصور نہیں بلکہ ایک پائیدار اخلاقی معیشت ہے جو سماجی عدل اور انسانی وقار پر مبنی ہے۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ کا معاشی نظام جدید ریاست کے لیے ایک متبادل "نظریاتی خاکہ" پیش کرتا ہے جو سرمایہ دارانہ یا اشتراکی ماڈلز سے مختلف، بلکہ ان سے مافوق ہے — کیونکہ اس میں دولت کا مرکز انسان ہے، اور انسان کا مرکز اخلاق۔

یہی اخلاقی مرکزیت اسلامی معیشت کو نہ صرف عادلانہ بناتی ہے بلکہ اسے پائیدار (sustainable) بھی کرتی ہے۔ نبوی ﷺ ماڈل میں ترقی کا پیمانہ صرف پیداوار نہیں بلکہ انسانی وقار، معاشرتی توازن، اور روحانی تزکیہ ہے۔ اس طرح سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اسلامی معیشت محض معاشی نظام نہیں، بلکہ ایک مکمل تہذیبی فلسفہ ہے — جو ریاست کو عدل کا مظہر، اداروں کو خدمت کا وسیلہ، اور دولت کو امانت میں بدل دیتا ہے۔

[28] Siddiqi, M. Nejatullah, Role of State in the Economy: An Islamic Perspective (Leicester: The Islamic Foundation, 1996), 56